Langat Singh College, Muzaffarpur

NAAC Grade—'A'
(A Constituent unit of B.R.A. Bihar University, Muzaffarpur)

H.O.D.
PG Deptt of Urdu

Email:
lscollegeprincipal@gmail.com

Ref. No.:..........   Date : 27.05.2020

M. A (Second Semester) Urdu

Paper – V

Topic – Meer and Wali

Dr Zarina Rahman
Associate professor
Deptt of Urdu. L.S. College. Muzaffarpur

Contact No – 9334940186

Contact day and time –
Mon, Wed – 1 P.M to 02 P.M

Zarina Rahman
27.05.2020

میر

میر کی دنیا اتنی تنگ تھی کہ وہ وہی داخلی یا خارجی اثرات قبول کرتے تھے۔ جو ایک خاص رنگ کے یعنی درد و غم کا نمونہ ہوتے تھے وہی وجہ ہے کہ میر کے جذبات و تصورات میں تنوع نہیں ہے۔ انکے علاوہ میر کے ذہن و ادراک بھی مخصوص قسم کے تھے۔ دماغی طاقت کی طرح انکے تخیل میں بھی اعلیٰ درجہ کی قوت پرواز نہ تھی ـــــ لیکن ان تمام حدود کے اندر میر لاجواب ہیں۔

انکے خیالات معمولی صحیح لیکن ان میں شدید احساس میں بے پناہ تاثر کی قوت ہے۔ میر کی دنیا میں عشق کی حکمرانی ہے۔ لیکن وہ اسکا صرف ایک ہی رخ دیکھتے ہیں۔ اسے وہ باعث عیش و نشاط نہیں سمجھتے۔ میر ازل سے ہی ایک درد مند دل لیکر آئے تھے۔ عشق نے درد میں اضافہ کیا۔ انکی طبیعت نے چین نہیں لینے دیا۔ گویا درد و غم کی تصویر بن گئے۔

اب کے برس بھی اغم دل کی جی میں ہوس رہی
اپنی جگہ بہار میں کنج قفس رہی

اس پر مزید اضافہ کرتا ہے فرصت زندگی کے کم نفس ہونے کا

کہا میں نے گل کا ہے کتنا ثبات
کلی نے یہ سن کر تبسم کیا

عشق کی سوز انگیزی، یاس و حرمان کی موج زنی، بے ثباتی دنیا، فقر و قناعت کی تلقین یہی میر کی شاعری کے اربعہ عناصر ہیں یہ مضامین اردو شاعری میں بکثرت ملتے ہیں۔ لیکن میر کے یہاں ایک عجیب اثر آفرینی اختیار کر لیتے ہیں۔ ایسے اشعار میں ایک حیرت انگیز سادگی ملتی ہے۔ ترنم ان کے اشعار کا خاصہ ہے۔ ؎

نازکی اس کے لب کی کیا کہیے
پنکھڑی اک گلاب کی سی ہے
کہا میں نے گل کا ہے کتنا ثبات
کلی نے یہ سن کر تبسم کیا

ان اشعار میں شگفتگی ہے۔ تصویریت ہے اور تاثر ہے۔ ایک دوسری تصویر ؎

اب میر جگر سوختہ کی جلد خبر لیں
کیا یار بھروسہ چراغ سحری کا

اس میں داخلی اور باطنی کوائف کا اندراج میں ہے۔ ایک شعر باطنی [illegible]

یوں بیان کرتے ہیں کہ

الٹی ہو گئیں سب تدبیریں کچھ نہ دوا نے کام کیا

دیکھا اس بیماری دل نے آخر کام تمام کیا

بہترین غزل چند اشعار پورے ہیں کہ

اپنی ہستی حباب کی سی ہے

یہ نمائش سراب کی سی ہے

نازکی اس کے لب کی کیا کہیے

پنکھڑی اک گلاب کی سی ہے

میر ان نیم باز آنکھوں میں

ساری مستی شراب کی سی ہے

میر کا ایک شعر ایسا ہی جو بالکل مستی کی بے مثال تصویر پیش کرتا ہے

شام ہی سے بجھا سا رہتا ہے

دل ہوا ہے چراغ مفلس کا

ولی

ولی کی صوفیانہ شاعری — ولی صوفی تھے۔ انکا ماحول صوفیانہ تھا۔ انہوں نے اپنی زندگی میں کچھ زیادہ انتشار، بے چینی، تباہی اور تبدیلیاں دیکھیں۔ انکا خیال تھا عشق ایک عظیم سرمایہ ہے —

شغل بہتر ہے عشق بازی کا
کیا حقیقی و کیا مجازی کا

ولی کی نگاہ میں عشق ایک فن ہے جو حرف عارف ہی سمجھ سکتے ہیں۔

عارفاں پر ہمیشہ روشن ہے
کہ فن عاشقی عجب فن ہے

ولی کا خیال ہے کہ درجۂ حقیقی تک پہنچنے کیلئے خود کو فنا کر دینا ضروری ہے۔ عشق حقیقی و عشق مجازی کے تصور انکے یہاں بھی کارفرما ہیں ولی کے وجدانیت سے سرشار ہیں۔ یہ شراب شوق اپنی بے خودی بھی رکھتی ہے اور بےشمار ہی۔ — انکے علاوہ انکے یہاں فنا و معرفت و وجدانیت وغیرہ پر مثالیں مل جاتی ہیں۔ ولی کے یہاں بہت فلسفیانہ گہرائی نہیں ہے۔

ولی کا فن — ولی کی شاعری دراصل غزل کی شاعری ہے۔ انکے کلام میں تصورات و تاثرات کا حسین امتزاج ملتا ہے۔

اسکے علاوہ انکا انداز اور لب ولہجہ باعث مقبولیت ہوا

ولی مجھ شعر کو سن کر ہوئے ہیں مست اہل دل

اثر ہے شعر میں میرے شراب پرتگال کا

ولی خود ہی اپنے کلام کی طرف اشارہ کرتے ہیں ۔

ولی کے کلام کا حسن کسی ایک بات میں نہیں ہے ۔ انکے یہاں ذوق حسن، لطافت احساس، نازکی خیال، تناسب اور موسیقیت کا سیلاب ہے ۔ کلام میں روانی ہے اور بیان میں والہانہ پن ۔ موزونی، برجستگی اور بلند شعروں میں صفائی ہے ۔ صوفیانہ رنگ کے باوجود کلام میں رنگینی ہے ۔ اسکا براہ راست تعلق انکے جذبات واحساسات سے ہوتا ہے ۔ وزیر آغا نے ولی کو بہت بڑا بت پرست بتایا ہے اور انکی غزل کی امتیازی ~~خصوصیات~~ خصوصیت انکی بت پرستی اور سراپا نگاری کو قرار دیا ہے ۔ ولی کے ہاں دوسرے دکنی شعرا کی طرح مقامی علامات، تہواروں وغیرہ کا ذکر ملتا ہے ۔ مقدس مقامات، تہواروں کا بیان اور اظہار عشق ملتا ہے یہ ولی کا سرزمین سے رشتہ اور خاص تعلق کو ظاہر کرتا ہے ۔ کھیلوں پھولوں، سازوں، راگوں وغیرہ جزئیات کو قائم ہی نہیں رکھا ان سے تشبیہا اسطرح کام لیا ہے کہ انکی شاعرانہ اہمیت واہم ہوتی ہے ۔

انکے یہاں بھنی، کامنی، گوپی، سبھی، جودھا، جگت، بھن، بھکنا،
باشلی وغیرہ الفاظ کے استعمال کثرت ملتے ہیں۔ مثلاً۔

کوچۂ یار عین کاسی ہے
جوگیٔ دل وہاں کا باسی ہے

گرچہ لچھمن ترا ہے رام ولے
اے سجن تو کسی کا رام نہیں

ولی کا تخیل ہندوستانی تھا۔ لیکن اسمیں کہیں کہیں ایرانی اثر کی جھلکیاں بھی ہیں۔ فارسی الفاظ و محاورات اور تراکیب کا استعمال بھی ہے اور ہندوستانی تلمیحات کا ذکر بھی۔

ولی کی شاعری میں حسن و عشق کی بڑی اہمیت ہے۔ انکے جمالیاتی حسن کی بھی دلبستی بھی اہمیت ہے۔ ایک شعر ہے ؎

عجب کچھ لطف رکھتا ہے شب خلوت میں گلرو سوں
سوال آہستہ آہستہ جواب آہستہ آہستہ

سراپا نگاری میں ولی نے بار بار قد، زلف، چشم اور عارض کا ذکر کیا ہے۔ لیکن ہر بار ایک تازگی کا احساس عام ہے۔

قد ترا رشک سرو رعنا ہے

معنی نازکی سراپا ہے

ولی کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ انکے ہاں رجائیہ کیفیت ملتا ہے۔ افسردہ مضامین تو کیا ولی کے ہاں غم کے مضامین بھی نہیں ملتے۔ انکے کلام کے مطالعہ سے طبیعت شگفتہ اور باغ و بہار ہو جاتی ہے

ولی کے ہاں فارسی اثرات بہت گہرے ہیں۔ وہ فارسی تراکیب استعمال کرتے ہیں و نئی تراکیب ایجاد کرتے ہیں۔ وہ زبان کی لطافتوں اور نزاکتوں سے بخوبی واقف ہیں۔ ذوق جمال، موسیقیت غنائیت کی مثالیں یہ ہیں ـــ

اثر بادۂ جوانی ہے

کر گیا ہوں سوال بھولا ہے

تجھ لب کی صفت لعل بدخشاں سوں کہوں گا

جادو ہیں ترے نین غزالاں سوں کہوں گا

ولی کے ہاں تشبیہات و استعارات کا استعمال بھی بہت اہم ہے۔ مروجہ تشبیہات میں تازگی انہوں نے بخش دی ہے۔ اور نئے استعارات و تشبیہات مرتب کئے ہیں۔ تشبیہات خود بولتی ہوئی ہیں۔ اور تصویر خود بخود پیدا ہو جاتی ہے۔ ایک شعر اس سلسلے میں نہایت غور طلب ہے

نرِ انکا شیریں، حسن الوری، جلوہ جلالی ہے

تن جاں، جبیں فردوس وا، ابرِ ہلالی ہے

اس کے علاوہ ولی کے ہاں الفاظ کے استعمال ان کے صوتی اثرات کا پورا خیال رکھا گیا ہے۔

ولی کے یہاں کوئی خاص فلسفہ حیات نہیں ہے اور نہ ہی خاص موضوع۔ ولی کے ہاں سادگی، روانی، رنگینی، سرخوشی، نشاطیہ کیفیت، تشبیہات و استعارات کی جدت تنوع اور ہندوستانی عنصر و فارسی کا خوبصورت امتزاج ان کا خاص ہے۔

ولی جس زمانہ میں لکھ رہے تھے زبان کا یہ ابتدائی دور تھا۔ لیکن ولی کئی زبانوں سے آبدار موتی چن لاتے تھے اور نرالی وصفتیں تعمیر کیا کرتے تھے۔ فارسی، اردو، ہندوی، پھر ان کے ہاں جمع بنانے کا بھی ایک خاص رواج ہے۔ جیسے آشناں، زلفاں، کاجراں، بلبلاں، کتاباں وغیرہ

ولی نے اپنے کلام میں دہلی اور دکن دونوں جگہوں کی خوبیاں رچالی ہیں۔ فارسی، عربی، ہندی مع اپنی مقامی بولیوں کے ساتھ ضم ہوکر سامنے آئے ہیں اور اپنا ایک خاص تاثر بنانے میں کامیاب ہو جاتے ہیں

— ۱۰ —

ان سے صوتی، غنائی اور معنوی تینوں اعتبار سے۔ پختگی جھلکتی ہے۔ ولی
نے غزل کو۔ [illegible] وسعت عطا کی اور مروجہ شاعری کی بیمار
ذہنیت سے آزاد کیا۔

ولی کے سلسلے میں ایک مسئلہ بہت پیچیدہ ہے کہ
ان کا عشق مجازی تھا یا حقیقی۔ دراصل عشق کی تمام صورتیں مجازی
ہوتی ہیں۔ فرق صرف پردہ داری کا ہے۔ مجاز کو سامنے رکھ کر
حقیقت کی تلاش ہو یا حقیقت کو نظر انداز کرتے ہوئے صرف مجاز
مقصود ہو، توجہات کا ظاہری مرکز مجازی ہے۔ ولی کا فن اسی
میں ہے کہ وہ اس پردہ داری میں مجاز کی شدید پرستش اور حسن مجاز
کی مسلسل تاثیر سے ان کا عشق بار آور ہونے کا یقین ہوتا ہے۔ مگر
یہ محض پردہ دار ہیں۔ وہ حسنِ ظاہر کے ثنا خواں ہیں۔